شب برائت کی حقیقت

از : مولانا عبدالستار میانوی خطیب مرکزی جامع مسجد اہلحدیث خورد ضلع جہلم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم امابعد

قال الله تعالیٰ " وما آتاكم الرسول فخذوه ' وما نهاكم عنه فانتهوا "

یعنی جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔

محترم قارئین کرام عرض ہے کہ اس دنیا میں ہر طرح کے انسان پائے جاتے ہیں کوئی نیک کوئی بد ' لیکن صحیح مومن اور مسلمان وہی انسان ہے جو سنت کے مطابق عمل کرے نہ اس میں زیادہ کرے اور نہ کم۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک حدیث کتاب الزکوٰۃ میں بیان ہوئی ہے۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ "ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج ادا کرو، کہنے لگا کہ جناب میں اس میں نہ کمی کروں گا نہ زیادتی اور جانے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔

سنت پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ رب کی رضا میسر آتی ہے۔ سبحان اللہ جب کہ ہمارے ہاں شعبان کے مہینے میں ۱۵ ویں رات کو بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اسے ایک عظیم رات سمجھ کر خصوصی اعمال کئے جاتے ہیں حالانکہ دیکھنا یہ چاہئے کہ اس رات سے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود ہے یا کہ اس کی بنیاد من گھڑت باتوں پر ہے ؟ تو آیئے ان روایات کا جائزہ لیتے ہیں جن میں اس رات کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

پہلی روایت : حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ کیا تو جانتی ہے اس رات کی کیا فضیلت ہے ؟ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کی : اے اللہ کے رسول ﷺ اس رات کو کیا کچھ ہوتا ہے ؟ تو آپؐ نے فرمایا : اس رات کو ہر وہ آدمی لکھا جاتا ہے جس نے دنیا میں آنا ہے۔ اور جس نے اس دنیا سے جانا ہے۔ وغیرہ الی آخر الحدیث۔

اس حدیث کو امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب "الدعوات الکبیر" میں بیان کیا ہے۔

بحث : سب سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس حدیث کی سند ہے ؟ اگر ہے تو سند کیسی ہے ؟ تو سب سے پہلے عرض یہ ہے کہ اس کی سند ہی نہیں ہے لہٰذا قابل عمل نہیں ہے اس وجہ سے محقق اسلام علامہ محدث شہیر شارح مشکوٰۃ مولانا "شیخ ابو الحسن عبید اللہؒ رحمانی مبارک پوری (مرحوم)" اپنی مشہور کتاب "مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔ "لم اقف على سنده ولا على من اخرجه غيره فالله اعلم كيف حاله" یعنی اس کی سند نہیں ملی اور نہ ہی (یہ معلوم ہو سکا ہے) کہ امام بیہقیؒ کے علاوہ اس کو کسی نے روایت کیا ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس روایت کا کیا حال ہے ؟ جب اس حدیث کی سند ہی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کا شاہد ہے تو یہ حدیث بمطابق قاعدہ محدثین متروک ہے اور نا قابل عمل چوں کہ محدثین میں مشہور ہے "الاسناد من الدين" (مقدمہ صحیح مسلم)

دوسری روایت : حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "**ان الله تعالىٰ ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا المشرك اومشاحن**" (ابن ماجہ)

یعنی اللہ تعالیٰ اس رات کو (یعنی ۱۵ ویں شعبان کی رات) سوائے مشرک یا کینہ رکھنے والے کے سب کو بخش دیتا ہے۔

اس روایت کی تحقیق : علامہ سندھیؒ نے "تعلیق ابن ماجہ" میں اس روایت کو پرلے درجے کی ضعیف روایت قرار دیا ہے۔ "**قال في الزوائد** (یعنی زوائد علی ابن ماجہ) **اسناده ضعيف**" یعنی اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ضعف کی وجہ یہ ہے کہ اس سند میں عبداللہ بن لہیعہ ہے جو کہ انتہائی ضعیف راوی ہے۔ چنانچہ یحیٰ بن معینؒ فرماتے ہیں "**ضعيف لا يحتج به**" یعنی اس کی روایت سے دلیل نہ لی جائے وہ پرلے درجے کا ضعیف ہے۔ ابن لہیعہ کا حال امام ذہبیؒ اپنی مشہور کتاب میزان الاعتدال میں انتہائی بسط سے لکھتے ہیں لب لباب اس سب کا یہی ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے" اسمیں دوسری علت یہ ہے کہ اس روایت میں ایک راوی ولید بن مسلم ہے۔ جو کہ مدلس ہے۔ (**ميزان الاعتدال للذهبي** : ۴/۴۷۷)

نکتہ : اس حدیث کی سند میں "**الضحاك بن ايمن** ہے جو کہ مجہول الحال ہے۔ چنانچہ امام ذہبی ہی فرماتے ہیں۔ **الضحاك بن ايمن الكلبي لا يدرى من ذاله في ليلة نصف شعبان**" یعنی ضحاک بن ایمن کلبی کا کوئی علم نہیں کہ یہ کون ہے ؟ اس سے ۱۵ ویں شعبان کی فضیلت میں روایت آئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مذکور روایت مجہول ہے قابل عمل نہیں اور یہ روایت منقطع بھی ہے۔ چنانچہ امام منذریؒ فرماتے ہیں "**ابن عزرب لم يلق ابا موسى**" یعنی ابن عزرب کی ابا موسیٰ سے ملاقات ہی ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہوئی تحقیق کیلئے حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ اس حدیث کی سند یوں ہے۔ "**من طريق النضربن عبدالجبار ثنا ابن لهيعة عن الزبيربن سليم عن الضحاك بن عبدالرحمان بن عزرب عن ابيه عن ابي موسىٰ**"

علامہ سندھی فرماتے ہیں "**والزبيربن سليم و عبدالرحمان بن عزرب مجهولان**" یعنی زبیر بن سلیم اور عبدالرحمان بن عزرب دونوں مجہول ہیں۔

اس کے علاوہ اس حدیث کی سند اس طرح بھی آئی ہے "**من طريق الوليد بن مسلم عن ابن لهيعة عن الضحاك بن ايمن عن الضحاك بن عبدالرحمان عزرب عن ابي موسىٰ الاشعري**" اس کی تحقیق اوپر ہو چکی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تیسری روایت : مسند احمد (۲/۱۷۶) میں عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے۔ اس روایت میں بھی ابن لہیعۃ ہے جو کہ ضعیف ہے۔ امام منذریؒ فرماتے ہیں اس کی سند کمزور ہے چنانچہ امام ہیثمیؒ مجمع الزوائد (۸/۶۵) میں فرماتے ہیں "**ابن لهيعة هولين الحديث**" اس روایت میں ابن لہیعۃ کمزور / ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ روایت مذکور بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ کہ اسکو قابل عمل قرار دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی روایت : حضرت علیؓ سے ابن ماجہ میں مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "**اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا يومها**" (ابن ماجہ) یعنی ۱۵ ویں شعبان کی رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔

وضاحت : یہ حدیث بھی انتہائی درجہ کی ضعیف ہے۔ قابل استدلال نہیں اس روایت میں ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ ہے۔ جو کہ حدیث گھڑا کرتا تھا چنانچہ "تقریب" میں ہے "رموہ بالوضع" یعنی یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یحیٰی بن معینؒ، ابن مدینیؒ، جوزجانیؒ، امام بخاریؒ، امام نسائیؒ سے متروک الحدیث کہتے ہیں ایک مقام پر امام بخاریؒ اور ابن مدینیؒ نے اسے منکر حدیث کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ اور صالح اپنے باپ احمد بن حنبلؒ سے روایت کرتے ہیں "کان ابوبکر بن ابی سبرة یضع لحدیث ویکذب" یعنی من گھڑت حدیثیں بیان کرتا اور جھوٹ بولتا تھا۔

ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ ابن حبانؒ، امام حاکمؒ اسکو موضوعات میں سے قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ ابن حبانؒ فرماتے ہیں "لایجوز الاحتجاج به" یعنی اس سے دلیل لینا جائز ہی نہیں۔ تحقیق کے لئے "تھذیب التھذیب)) ملاحظہ فرمائیں۔

گویا یہ روایت موضوعات میں سے ہے۔ اسے ہرگز دلیل میں پیش نہیں کیا جاسکتا اور اس پر عمل کرنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔ اللہ تعالیٰ موضوع روایات پر عمل کرنے سے بچائے۔ آمین

پانچویں روایت : امام منذریؒ نے "الترغیب والترھیب" میں بیان کی ہے۔ اسکا مفہوم یہ ہے۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور بہت ہی لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ وفات پاگئے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آکر آپ ﷺ کے انگوٹھے کو ہلایا تو آپ ﷺ کو زندہ پایا الحاصل یہ کہ آپؓ فرماتی ہیں مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور آپؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ رات شعبان کی ۱۵ ویں رات ہے۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ نظر کرم فرماتے ہیں اور معافی چاہنے والوں کو معاف کردیتا ہے۔ وغیرہ

تحقیق : امام ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ اس حدیث کو اپنی کتاب "ترغیب" میں بیان فرماکر لکھتے ہیں کہ اس روایت کو امام بیہقیؒ نے علاءؒ بن حارث کے طریق پر روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت مرسل ہے۔ چوں کہ علاءؒ نے حضرت عائشہؓ سے نہیں سنا (واللہ اعلم)

معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت بھی ہرگز قابل استدلال نہیں ہے۔ امام منذریؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں **"رواه البیهقی من طریق العلاء بن الحارث عنها وقال هذا مرسل جید یعنی ان العلاء لم یسمعه من عائشة"** "(الترغیب والترھیب للمنذری ۲/۸۱)

دیگر روایات : امام طبرانی نے اوسط میں معاذ ابن جبلؓ سے اس رات کی فضیلت میں روایت بیان کی ہے۔ لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ امام ھیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں مجمع الزوائد (۶۵/۸) مطبوعہ بیروت۔ چنانچہ امام ھیثمیؒ کا تعاقب کیا جاسکتا ہے۔ اور قریب کے محقق علوم شریعہ مفتی اجل فاضل کبیر نقاد جلیل امام العصر قدوۃ المحدثین حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ اپنی مشہور ترین کتاب 'التحقیق لراسخ" ص ۵۸ طبع قدیم سنہ ۱۳۵۰ھجری میں فرماتے ہیں "ھیثمیؒ کی تصحیح میں نظر ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "فان له اوهاما. کذا فی التاج المکلل ص ۴۷" یعنی ھیثمیؒ کا وہم ہے۔ (آپ اکثر اوہام میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔)

لہٰذا یہ روایت بھی قابل استدلال نہیں نیز طبرانی طبقہ ثالثہ سے ہے۔ اور طبقہ ثالثہ میں ہر قسم کی احادیث ہیں جب تک ان

کی تسلی نہ ہو دلیل میں یا عمل میں نہ لائی جائیں۔(حوالہ مذکور تحقیق الراسخ ص ۱۸)

بالجملہ ان میں ایک حدیث حضرت ابی بکر صدیقؓ سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ جس کو بزار نے بیان کیا ہے۔ علامہ ھیثمیؒ نے "مجمع (۸/ ٦۵) مطبوعہ بیروت میں اس کو بیان کیا ہے۔"

لیکن اس روایت میں ایک راوی عبد الملک نامی ہے اس کا حال امام ذھبیؒ نے ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

"قال البخاری: فی حدیثه نظر وقال ابن حبان وغیره لا یتابع علی حدیثه" یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی بیان کردہ احادیث مشکوک ہیں ابن حبان کہتے ہیں اس کی احادیث کا کوئی تابع نہیں۔(میزان ۲/ ٦۵۹)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "وهو حدیث منکر بهذا الاسناد" یعنی اس حدیث کی سند منکر ہے۔ للذا یہ بھی قابل استدلال نہیں۔

اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابی ہریرۃؓ سے بیان کی جاتی ہے۔ اس کو بھی بزار نے روایت کیا ہے لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ چوں کہ اس میں ھشام بن عبد الرحمان ہے جو مجہول ہے۔ اس لئے یہ بھی قابل استدلال نہیں ہے۔ "قال الهیثمیؒ وفیه هشام بن عبدالرحمان ولم اعرفه" (مجمع ۸/ ٦۵)

ایک روایت عوف بن مالکؓ سے بیان کی جاتی ہے۔ جس کو بزار نے ہی روایت کیا ہے لیکن اس روایت میں عبد الرحمان بن زیاد بن انعم الافریقی ہے۔ اور دوسرا راوی ابن لھیعہ ہے۔ عبد الرحمان بن زیاد کو جمہور آئمہ نے ضعیف کہا ہے۔ اور ابن لھیعہ کی بحث اوپر ہو چکی ہے۔

عبد الرحمان بن زیاد کو امام نسائیؒ، یحییٰ بن معینؒ، امام احمدؒ، امام دار قطنیؒ، ابن حبانؒ ابن عدیؒ، ابن قطانؒ، امام طبرانیؒ وغیرہ نے کمزور کہا ہے۔(میزان میں اسکا حال لکھا گیا ہے۔) للذا یہ رویت بھی قابل عمل نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ایک روایت کثیر بن مرہ سے بیان کی جاتی ہے۔ اور کثیر بن مرۃ تابعی ہیں اور یہ روایت مرسل ہے۔ یہ بھی قابل عمل نہیں کہ اس کو دلیل بنایا جائے۔

ایک روایت مکحول کے طریق سے ابی ثعلبہ سے بیان کی جاتی ہے۔ جس کو طبرانی نے بیان کیا ہے۔ لیکن اس روایت میں احوص بن حکیم ہے۔ جو کہ ضعیف ہے۔ نیز مکحول نے ابی ثعلبہ (جو کہ صحابی ہیں) کو نہیں دیکھا۔ ابن عدیؒ نے ان کا طویل حال بیان کیا ہے۔ (کامل لابن عدی) ابن معینؒ، ابن مدینیؒ، امام نسائیؒ وغیرہ اس کو یعنی احوص کو انتہائی ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عدیؒ نے کامل میں احوص کا مکمل حال رقم کیا ہے۔ للذا یہ روایت منقطع بھی ہے۔ اور مرسل بھی۔ اور ہر گز قابل عمل نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں ایک روایت بلا حوالہ وبلا سند کے نقل کی ہے۔ جسمیں سو رکعت نماز پڑھنا وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہ روایت بھی موضوع ہے۔ امام غزالیؒ نے اس کی تخریج کی ہے۔(مقدمہ تحفۃ الاحوذی)

اور ایک روایت ابو ہریرہؓ سے بیان کی جاتی ہے جس میں بارہ رکعت نماز کا تذکرہ اور ہر رکعت میں تیس بار سورہ اخلاص کا پڑھنا وغیرہ اور بیس حضرات کی سفارش کا حقدار وغیرہ کا بھی ذکر ہے۔(اسکو ابن جوزیؒ موضوع قرار دیتے ہیں اور اس کی سند میں کئی راوی مجہول ہیں علامہ سیوطیؒ، علامہ عراقیؒ، ابن حجرؒ وغیرہ بھی اس کو موضوع قرار دیتے ہیں (تحقیق کیلئے رسالہ آثار المرفوعہ فی احادیث الموضوعۃ مصنف علامہ عبد الحئی لکھنویؒ ص ۳۳ مطبوعہ ھند)

اور ایک روایت روزے کے سلسلہ میں جو آئی ہے وہ بھی موضوع ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں "فان اصبح فی ذلک الیوم

صائما كان كصيام ستين سنة ماضية وستين سنة مقبلة" یعنی شعبان کی ۱۵ ویں تاریخ کا روزہ گویا ایک سو بیس سال کے روزے کے برابر ہے۔ یعنی ساٹھ سال گذشتہ اور ساٹھ سال آئندہ کے لحاظ سے۔ ابن جوزی نے اسے موضوع کہا ہے اور اس کی سند میں اندھیرا ہے۔ ردی قسم کی روایت ہے، (مقدمہ تحفۃ الاخوذی ص ۲ر ۵۳)

الانتباہ : قارئین کرام اس رات کے فضائل میں جتنی روایات آئی ہیں میں نے تقریباً تمام کی تمام نقل کر کے اپنی بساط کے مطابق ان پر جرح و تعدیل کی ہے۔ ان روایات میں اکثر انتہائی درجہ کی کمزور اور بعض تو بالکل ہی موضوع ہیں جن میں سے بعض روایات مرسل بھی ہیں صحیح اور راجح مذہب یہی ہے کہ مرسل بھی قابل حجت نہیں۔ مقدمہ ابن صلاح الفیہ عراقی ص ۵۰ میں اس پر خاصی بحث کی گئی ہے۔ حضرت العلام حافظ محمد صاحب محدث گوندلویؒ نے تحقیق الراسخ میں " المبادی " کی فصل اول میں تعریفات حدیث پر بڑی کھل کر بحث کی ہے۔

پندرھویں شعبان کو ہونے والی بدعات :

(۱) اس دن شام کو اعلیٰ سے اعلیٰ پکوان پکانا وغیرہ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے محض ایک خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی خرافات سے بچائے۔ آمین۔

(۲) بعض لوگ اپنے گھروں کی خوب صفائی کرتے ہیں اور خوب لپائی وغیرہ کرتے ہیں کئی حضرات تو پھل بھی رکھتے ہیں اور حلوہ چپاتی وغیرہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے۔ اور ان میں سے بعض لوگ خوشبو کا استعمال کرتے ہیں اگربتی لوبان وغیرہ اور یہ اظہار کیا جاتا ہے کہ اس سے آج کے روز روحیں خوش ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ جمعرات اور شب برات اور عیدین کو روحیں دنیا میں اپنے اپنے گھروں کو آتی ہیں یہ عقیدہ بالکل باطل ہے اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ اور نہ حدیث میں۔ یاد رہے جو لوگ مر چکے ہیں اب وہ دنیا میں نہیں آسکتے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (ومن ورآئهم برزخ الى يوم يبعثون) یعنی مرنے کے بعد قیامت تک وہ برزخ میں ہوتے ہیں (وہ دنیا میں نہیں لوٹ سکتے)

برزخ اس عالم کو کہتے ہیں جو کہ انسان پر اسکی موت سے لیکر قیامت کے دن اٹھنے تک کا زمانہ ہے اسے برزخ کہا جاتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں " من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر " جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں سمجھ لو کہ وہ کافر ہے۔ (فقہ اکبر)

یہ ایک جاہلانہ عقیدہ ہے قرآن و حدیث سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ (الامان والحفیظ)

(۳) بعض حضرات زیارت قبور کا بڑا اہتمام کرتے ہیں کہ آج کے روز یا آج کی شام بڑا اجر و ثواب ہے۔ اور اسکو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اسکا تذکرہ قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ بغیر تخصیص کے زیارت قبور درست ہے لیکن اس کا اہتمام خصوصی طور اس رات کو کرنا بدعات میں سے ہے۔ اور اس عقیدہ کی بنیاد کمزور ترین روایات پر رکھی گئی ہے۔ جن کا تذکرہ اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

(۴) مختلف قسم کے کھانے بنا کر فقراء میں تقسیم کرنا اس کا ذکر بھی قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ البتہ فقراء پر خرچ کرنا کار ثواب ضرور ہے۔ لیکن اس رات کو مخصوص کرنا اس کے متعلق کسی صحیح روایت کیا ضعیف و موقوف روایت میں بھی ذکر نہیں ملتا محض ایجاد بندہ ہے۔

(۵) اس رات کو آتش بازی، پٹاخے اور دھماکے وغیرہ کرنا تو پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔ جو کہ آتش پرست لوگوں کا فعل ہے۔ اور اس میں مال کا بھی ضیاع ہے۔ اور جان کا بھی نقصان اکثر اوقات ہو جایا کرتا ہے۔ اس رات کو گھروں، دفتروں اور کاروباری

مراکز پر بجلی کے قمقموں کے ذریعے چراغاں وغیرہ کرنا یا قبروں پر موم بتیوں اور دیوں کا جلانا اور اگربتیوں وغیرہ کا اہتمام کرنا فضول خرچی اور بدعات میں سے ہیں اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۶) اس رات کو قیام کرنا اور قرآن کا ختم وغیرہ اور سٹیج وغیرہ سجانا اور تقاریر کا اہتمام کرنا بھی بدعت منکرہ میں سے ہے۔

(۷) پھر دن کو روزہ رکھنا اس کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔ جن احادیث میں اجمالی ذکر آیا ہے ان کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ مذکورہ روایات پایہ صحت کو نہیں پہنچتیں اسی لئے محدثین فرماتے ہیں "لیس فی صوم یوم لیلة النصف من شعبان حدیث مرفوع صحیح او حسن اوضعیف خفیف الضعف ولااثرقوی اوضعیف "یعنی ۱۵ اویں شعبان کا روزہ جو ہے۔ اس سے متعلق کوئی مرفوع، حسن، معمولی ضعیف حدیث اور نہ ہی کوئی اثر وارد ہوا ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح جلد دوم ص ۲۳۹ مطبوعہ لکھنؤ)

کمزور روایت کمزور ہی ہوتی ہے بالخصوص احکام میں تو سرے سے ہی حجت نہیں۔ کما قال المحدثین۔

(۸) بعض لوگ اس کو بے سمجھی سے لیلۃ القدر بھی کہتے ہیں یہ عقیدہ درست نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس رات کو احکام جاری ہوتے ہیں جس کا ذکر حضرت عائشہؓ والی روایت میں آتا ہے حالانکہ اس کی سند ہی نہیں ملتی

اس لحاظ سے امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "من قال : انها لیلة النصف من شعبان فقد ابعد فان نص القرآن انها فی رمضان "یعنی جس نے ۱۵ اویں شعبان کو لیلۃ القدر سمجھا ہے وہ قرآن کی نص سے بہت دور ہو گیا ہے۔ چوں کہ لیلۃ القدر کے رمضان میں ہونے کی وضاحت قرآن مجید میں موجود ہے۔

اسی طرح علامہ شوکانیؒ نے بھی فتح القدیر (۴/۵۵۴) میں لکھا ہے۔ "والحق ماذهب الیه الجمهور من ان هذه اللیلة المبارکة هی لیلة القدر لالیلةالنصف من شعبان لان الله سبحانه جملها ههنا (یعنی فی سورة الدخان)وبینها فی سورة البقرة بقوله (شهررمضان الذی انزل فیه القرآن) و بقوله فی سورة القدر (انا انزلناه فی لیلة القدر) فلم یبق بعد هذا البیان الواضح ما یوجب الخلاف ولا ما یقتضی الاشتباه " لب لباب یہ ہے۔ کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے۔ ۱۵ شعبان کو لیلۃ القدر کہنا درست نہیں ہے۔ قرآن کے خلاف ہے۔

جو کچھ احکام وغیرہ صادر ہوتے ہیں وہ رمضان میں لیلۃ القدر کی رات میں ہی ہوتے ہیں (فیها یفرق کل امر حکیم) سے مراد یہی رات ہے۔ جس کو ہم شب قدر کہتے ہیں قرآن و حدیث اسی کے متقاضی ہیں۔ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے اپنی کتاب "آثار المرفوعہ" میں ان بدعات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کو صریح بدعات کہا ہے۔

نوٹ : یاد رہے شب برات دراصل لیلۃ القدر ہی کا دوسرا نام ہے جو کہ رمضان میں ہوتی ہے۔ یہ نام بعض جاہل ملا حضرات نے رکھا ہے قرآن و حدیث میں اس کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔

لیلۃ القدر کے کئی نام ہیں (۱) لیلۃ القدر (۲) لیلۃ الرحمۃ (۳) لیلۃ المبارکہ (۴) لیلۃ الصک (۵) لیلۃ نزول القرآن (۶) لیلۃ البرآۃ (یعنی شب برات) وغیرہ سب کے سب نام لیلۃ القدر کے ہیں جو کہ رمضان میں ہوتی ہے۔ تحقیق کیلئے حاشیہ جلالین اور تفسیر روح المعانی وغیرہ کو ملحوظ رکھیں۔

قول فیصل : ۱۵ویں شعبان کے سلسلہ میں جتنی روایت بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ اور صحیحین میں تو اس کا ذکر تک نہیں ملتا۔

البتہ ایک روایت اور بھی اس سلسلہ میں بیان کی جاتی ہے۔ جو معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے۔ "**من احيا الليالى الخمس وجبت له الجنة. ليلة التروية و ليلة عرفة و ليلة النحر و ليلة الفطر و ليلة النصف من شعبان**" یعنی جو شخص پانچ راتوں کو جاگ کر عبادت کرے گا۔ اس پر جنت واجب کر دی جائے گی۔ آٹھ ذی الحج کی رات، عرفہ کی رات، عید قربان کی رات، عید الفطر کی رات اور ۱۵ویں شعبان کی رات۔

یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ "مرعاۃ المفاتیح" میں ہے۔ "**لكنه ضعيف جداً**" انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس روایت کو امام اصبہانی نے روایت کیا ہے۔ اور یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ چوں کہ اسکو امام منذریؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں (**وهذا ايضاضعيف لان المنذرى صدره بلفظة روى واهمل الكلام عليه فى آخره و جعل هذاعلامة للاسناد الضعيف**) یعنی امام منذری یہ روایت لفظ "روی" سے بیان کی ہے۔ اور آپ نے یہ علامت ضعف کی بیان کی ہے۔ (ملاحظہ کریں مقدمہ الترغیب والترھیب جلد اول)۔ اسی طرح امام ابن حجرؒ بھی تلخیص میں اسے ضعیف قرار دیتے ہیں (التلخیص لابن حجر ص ۲/۸۰ مطبوعہ سانگلہ ہل)۔ اور ایک روایت عبادہ بن صامتؓ سے بھی نقل کی جاتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ بھی ضعیف ہے۔ چوں کہ اس روایت میں ایک راوی عمر بن ہارون ہے۔ اسکو آئمہ دین نے انتہائی ضعیف کہا ہے۔ اور یہ روایت طبرانی کی ہے۔ امام ذھبیؒ نے المیزان الاعتدال میں کہا ہے۔ " **وكان من اوعية العلم على ضعفه، وقال ابن مهدى واحمد والنسائى متروك الحديث وقال يحيى كذاب خبيث وقال ابوداؤد غير ثقه و قال على يعنى (ابن المدينى) والدارقطنى ضعيف جدا وقال صالح كذاب وقال زكريا الساجى فيه ضعف وقال ابوعلى النيسابورى متروك ، مات عمربن هارون ببلخ سنة اربع وتسعين ومائة وكان من اوعية العلم على ضعفه وكثرة مناكيره وما اظنه ممن يعتمدالباطل** " یعنی ابن مہدی، احمد بن حنبل، نسائی نے اسے متروک کہا ہے۔ یحییٰ نے اسے کذاب کہا ہے۔ ابو داؤد علی بن مدینی اور صالح نے اسے شدید ضعیف کہا ہے۔ ابو علی نیشاپوری نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ اور اسکا انتقال ۱۹۴ھ میں ہوا ہے اہل علم اس کو ضعیف بتاتے ہیں اور اسکی احادیث منکر ہیں۔ اس پر اعتماد نہیں۔

تحقیق کیلئے (میزان الاعتدال للذھبی ۳/۲۲۸ مطبوعہ بیروت) اسی طرح ایک روایت ابن ماجہ میں بھی ہے اور وہ بھی موقوف ہے صحیح نہیں۔ اس کی وضاحت ابن حجرؒ نے تلخیص میں کی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

گویا روایت ھذا بھی قابل عمل نہیں ہے چوں کہ انتہائی درجہ کی کمزور و بودی روایت ہے۔ کس طرح اسے قابل عمل سمجھا جائے؟ وباللہ التوفیق۔

اس رات کا ایک خاص عمل : اکثر لوگ اس رات کو نماز تسبیح وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس رات کو خصوصی نماز تسبیح ادا کرنا ثابت نہیں ویسے نماز تسبیح پڑھنا درست ہے۔ لیکن اس رات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ امام ابو داؤدؒ نے تو اسے دن میں پڑھنا بیان کیا ہے۔ اور وقت بھی لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت پڑھو "**اذا زال النہار**" جب دن ڈھل جائے یعنی سورج ڈھل جائے اگرچہ علماء نے گنجائش رکھی ہے کہ کسی وقت بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ لیکن مسنون

وہی ہے۔ جس کا ذکر ابو داؤد نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور بعض لوگ نماز تسبیح جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اس کا ثبوت تو ہے ہی نہیں ابو شامہ نے الباعث میں اسکو بدعت کہا ہے۔ علامہ حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ بھی یہی فرماتے ہیں کہ نماز تسبیح بالجماعۃ درست نہیں (ملاحظہ کریں فتاویٰ اہلحدیث)

ایک خاص وضاحت : یاد رہے کہ شعبان میں روزے رکھنا آپ ﷺ سے ثابت ہیں لیکن یہ روزے عام طور پر رکھتے تھے نہ کہ خاص طور پر۔ اس کا تذکرہ علامہ شوکانی ؒ نے نیل الاوطار میں کیا ہے۔ (۲/ ۲۷۴ تا ۲۷۶) مطبوعہ مصر قدیم۔ نیز اس کی وضاحت علامہ شارح مشکوٰۃ مولانا عبیداللہ رحمانیؒ نے "مرعاۃ المفاتیح" میں مکمل کر دی ہے۔ تحقیق کیلئے مشکوٰۃ "باب صیام التطوع مع شرحہ مرعاۃ ۳/ ۲۶۶ ملاحظہ فرمائیں۔ مطبوعہ لکھنؤ ھند ۱۹۶۳ء۔

نکتہ خاص : علامہ عبدالسلامؒ مصری نے "السنن والمبتدعات" میں شعبان میں ہونے والی بدعات کا خوب تعاقب کیا ہے۔ فرماتے ہیں ۱۵ ویں شعبان کو خصوصی نمازیں ادا کرنا اسکے متعلق کوئی اثر وارد نہیں ہوا۔ اھل حجاز فقہاء مدینہ اور اصحاب مالکؒ اس کو بدعت قرار دیتے ہیں امام نوویؒ شعبان اور رجب کی خصوصی نمازوں کو بدعت منکرہ قرار دیتے ہیں (السنن والمبتدعات ص ۱۴۴ تا ص ۱۴۶) عرب و عجم کے مایہ ناز مفتی و عالم بے بدل علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اپنے فتاویٰ میں ان سب کو خرافات میں شامل کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ اس سے باز رہیں۔ (فتاویٰ بن باز مطبوعہ سعودی عرب جلد اول)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہر بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تحقیق اور سنت پر عمل کرنے کی صلاحیت بخشے۔ آمین ثم آمین وباللہ التوفیق۔

رتوال (جلالپور شریف) میں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

مورخہ ۲۴ نومبر ۹۸ء بروز منگل بعد از نماز عشاء بمقام رتوال نزد جلالپور شریف میں مرزا ظہور الحق صاحب نے سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ سے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب فیصل آبادی نے بڑا پر سوز خطاب کیا۔ ان سے پہلے حافظ عبدالحمید عامر صاحب نے بھی مختصر خطاب کیا۔ جہلم سے مرزا عبدالقدوس صاحب نے بھی اس جلسہ میں شرکت کی۔ اگلے روز واپسی سے قبل جلالپور میں جناب غلام عباس گوندل صاحب کی پر خلوص دعوت پر ان کے گھر ایک ملاقات کا اہتمام بھی کیا گیا جہاں انہوں نے اور ان کے بھائیوں نے احباب کا پر جوش خیر مقدم کیا۔

جڑول کھاڑک میں جلسہ عام

مورخہ ۲۱ نومبر بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء جامع مسجد اہلحدیث جڑول (کھاڑک) میرپور آزاد کشمیر میں عظیم الشان جلسہ عام زیر صدارت رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب منعقد ہوا۔ جلسہ سے قاری محمد یعقوب فیصل آبادی، حافظ عبدالستار حامد صاحب اور علامہ محمد مدنی صاحب نے خطاب کیا۔ اس جلسے کا اہتمام قاری محمد بشیر حسن صاحب خطیب جامع مسجد جڑول نے کیا۔